اس مقدس مذہب میں پہلے سے مفصل موجود ہیں میں نے اس قانون پر اچھی طرح غور و خوض کیا ہے جس کو میکسیو جول سیمون نے مذہب طبعی کا خطاب دیا ہے میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس کا استنباط بھی اسلام ہی کے اصول و قواعد سے کیا گیا ہے میں نے اس بات کو بنظر تعمق دیکھا ہے کہ اسلام کی تعلیم کا مسلمانوں کے دل و دماغ پر کیا اثر پڑتا ہے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اسلام کی تعلیم نے پیروانِ اسلام کے سینے شجاعت، علو حوصلگی سے بھر دیئے ہیں اور ان کو نرمی، مودت اور اعلیٰ اخلاق سے مالا مال کر دیا ہے ایک مسلمان شخص نہایت صاف باطن ہوتا ہے اسکو دوسرے شخص پر کبھی بدگمانی نہیں ہوتی۔ اس کو راست بازی اور تقویٰ سے اس قدر شغف ہوتا ہے کہ معدودے چند مسلمانوں کو چھوڑ کر عام طور پر مسلمان محض حلال اور جائز طریقوں سے رزق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی نسبت مسلمان کم مالدار ہوتے ہیں۔ اگر اس دنیا میں ایسے باخبر اور محقق افراد کافی تعداد میں ہوتے جو لوگوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے واقف کراتے تو آج دنیا کا واحد مذہب اسلام ہوتا۔

پادری مرگلش نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"مذہب اسلام کی انتہا درجے کی سادگی نے اسکی جلد جلد اشاعت میں بہت بڑا حصہ لیا ہے اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی تعلیمات اس قدر سادہ ہیں کہ جاہلوں کی تلقین کے لئے کسی شرح و تفصیل کی ضرورت نہ پڑی وحشی جنگلی تک نے پہلے ہی سبق میں اسکی حقیقت کو سمجھ لیا اس کے مطالب کو سمجھنے کے لئے زیادہ مدت تک مطالعہ کی ضرورت نہیں یہ ایک ایسا مذہب ہے جس سے عقل انسانی کو ایک فطری مناسبت ہے اور جس نے مشرکین تک کے دلوں میں اپنی طرف سے تنفر نہیں پیدا کیا جن لوگوں کو الہیات کے پیچیدہ مسائل میں حق کے دریافت کرنے سے مایوسی

ہو چکی تھی، ان کے لئے یہ امر باعث تسکین ہوا کہ ایک سیدھا سادہ مذہب ان کے سامنے آگیا ہے جسے تسلیم کرنے پر وہ مجبور ہو گئے "

سر ولیم میور نے دین اسلام کے تعلق سے اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے ہمیشہ کے واسطے اکثر مذاہب باطلہ کو جنکی تاریکی مدت سے چھا رہی تھی کالعدم کر دیا اسلام کی صدائے حق کے سبب بت پرستی موقوف ہو گئی، خدا کی وحدانیت لامحدود قدرت کا مسئلہ حضرت محمدؐ کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول بن گیا ہے جیسا کہ خاص محمد (صلعم) کے دل میں تھا، مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جس پر اسلام کا دار و مدار ہے یہ ہے کہ خدائے واحد کی مرضی پر توکل مطلق کرنا، معاشرت کے معاملہ میں بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں، چنانچہ مساوات، نشہ بازی سے پرہیز، نیکوکاری کی جانب ترغیب یہ سب خوبیاں اسلام میں موجود ہیں مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا "

رابندر ناتھ ٹیگور کا خیال ہے:

اسلام دنیا کے مذہبوں میں سب سے بڑا مذہب ہے اسلام کا پیغام ساری دنیا کے لئے ہے، دنیا میں امن و سکون اسلام کے بنائے ہوئے اصولوں سے حاصل ہو سکتا ہے "

رابرٹ، ایل گورک کا کہنا ہے کہ:

مغربی مصنفین کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے لیکن میں کہتا ہوں یہ ان کی فہم کا قصور ہے کیونکہ اس معاملہ میں مسلمان نہیں خود عیسائی ہیں یہ کہنا کہ مسلمانوں کی دوسرے غیر مسلموں کے خلاف جنگیں مذہبی تھیں اور دوسرے مذاہب

مذہب کے لیے تعین غلط ہے، کیونکہ یہ بات مادی اور سیاسی دلائل سے ثابت نہیں کی جاسکتی۔"

ایچ اے، آر گیب (H.A.R. Gibb) یوں رقمطراز ہیں:

"When we find the inhasitinis of Sajistan The Jozirah, the yemen. the. Maghrib and Uman. and. the Azrique. the Najidite the Ibadite and the. Sufrite the Mawla and the Arab. the Persian and. the Ni mad slaves and women the weaver and the peasant Fighting on. one side. despite their cliffer ence of descent and. hasitation we realise that it is religion which. moulds them together"

یعنی جب ہم سجستان، جزیرہ، یمن، مغرب، عمان، ازرق، نجدا ور عباد ان زادیکم کا ایک شہر کے باشندوں، سفری، ماولا، عرب اور فارس کے لوگوں، خانہ بدوشوں غلاموں، عورتوں، جولاہوں اور کاشتکاروں کو ایک طرف سے لڑتے دیکھتے ہیں حالانکہ ان میں حسب نسب اور بود و باش کا فرق بھی ہوتا ہے تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ مذہب ہی ہے جو انھیں آپس میں باندھے رکھتا ہے۔

ڈبلیو منٹگمری واٹ (W. MonT Gomeratt) نے لکھا ہے۔

" one of the dis fincfive marks of IsLam compared with, the other. great religon the mears. chrisTibnity) is the variety of.

peoples and races who have embraced it and among whom there has grown up a strong feeling of brotherhood and a measure of harmony. There is nothing comparable. until the nineteenth century expansion of christianity and that is generally held to have been less successful so far in producing a sense of brotherhood. In this one world is which all races have been brought together physically there is an obvious lack of brotherhood and harmony"

یعنی دوسرے بڑے عالمی مذہب (عیسائیت) کے مقابلے میں اسلام کے نمایاں امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ ہے کہ مختلف نسلوں اور قومیت کے لوگوں نے اسے (اسلام کو) قبول کیا ہے اور ان میں اخوت کا مضبوط جذبہ اور ہم آہنگی نشو ونما پا گئی ہے ان دو مذہبوں میں کوئی بات ہم پلہ نہیں حتی کہ انیسویں صدی تک بھی نہیں جبکہ عیسائیت کی توسیع ہوئی اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ توسیع ابھی تک (عیسائیوں میں) اخوت کا احساس پیدا کرنے میں بہت کم کامیاب رہی ہے۔ آج کل کی ایک دنیا میں جس میں تمام نسلوں کو مادی طور پر اکٹھا کیا گیا ہے اخوت اور ہم آہنگی کا فقدان نمایاں ہے۔

اقبال بحیثیت فارسی شاعر

سید محمد اصغر، ریسرچ اسکالر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔

برصغیر میں علامہ اقبال کی شاعرانہ اہمیت کا کوئی ادیب اور عام شخص بھی منکر نہیں ملے گا بلکہ زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی پائی جاتی ہے جو انھیں بیسویں صدی کے ہندوستان کا سب سے بزرگ شاعر مانتے لیکن انکی یہ عظمت فارسی و اردو دونوں زبانوں کے کلام پر مبنی ہے۔ اقبال پر اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ انکی فلسفیانہ اور مفکرانہ حیثیت سے متعلق ہے یا پھر انکی اردو شاعری کی قدر و قیمت پر مبنی ہے فارسی میں انھوں نے جو کچھ کہا ہے اسکے فکری عناصر کو چھوڑ کر خالصتاً زبان و بیان اور شاعرانہ کارگذاری پر بہت کم لکھا گیا ہے اور اس سلسلہ سے ان پر کام کرنے کی بہت گنجائش ہے یہاں مختصراً فارسی میں انکی شاعرانہ حیثیت کے تعین کی کوشش کی جائیگی۔

علامہ اقبال نے فارسی زبان میں اس وقت شاعری کا آغاز کیا جب برصغیر میں اس کا رواج تقریباً ختم ہی ہو چکا تھا اس وقت فارسی کی جگہ پر اردو شاعری کا چلن عام تھا فارسی زبان کا آخری بڑا شاعر مرزا اسد اللہ خان غالب کو کہا جا سکتا ہے غالب کے زمانے میں بہر حال فارسی زبان و ادب کا اور فارسی شاعری کا رواج عام تھا اس

زمانے میں شعرا کی تعداد بھی اچھی خاصی ملتی ہے لیکن اسکے بعد سے فارسی زبان اور شعر فضلا مائل بہ انحطاط اور زوال پذیر ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ اقبال کے زمانے میں وہ اپنے مکمل زوال پر پہونچ گئی تھی یہ اقبال کا کمال ہے کہ انھوں نے فارسی کا دور ختم ہونے کے بعد اسکی شاعری کی شمع کو روشن کیا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس کا حق ادا کیا چنانچہ آج کم از کم ہندوستان و پاکستان یعنی کہ برصغیر کے بزرگ ترین شاعروں میں اقبال کو ضرور شمار کیا جاتا ہے جدید ریسرچ کے مطابق یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اقبال نہ صرف برصغیر کے بلکہ دنیا کے بزرگ ترین شعراء میں شمار کیئے جاسکتے ہیں جیسے جیسے انکشافات ہوتے جارہے ہیں ویسے ویسے اقبال کی عظمت بڑھتی جارہی ہے آج ایرانی بھی جنکی فارسی مادری زبان ہے انھوں نے اقبال کی شاعرانہ فضیلت کو تسلیم کرلیا ہے حالانکہ زبان دانی اور قدرت گویائی میں ہندوستان کے اسلامی عہد کے چھوٹے شاعر بھی ان سے آگے تھے،

اقبال کے فارسی زبان میں بڑے شاعر ہونے کی دراصل وجہ یہ ہے کہ انھوں نے سبک ہندی کے پامال اور پیچیدہ طرز بیان کو ترک کرکے سیدھے سادے الفاظ میں نہایت گہرے اور معیاری معانی و مطالب اور جدید ترین افکار و خیالات کو پیش کیا جسکی وجہ سے ہندوستان کی فارسی شاعری کو ایک نیا اور بلند مقام حاصل ہوا اور وہ بے وقت کی راگنی ہونے کے بجائے نئے دور کے انسان کے ذہنی تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل ہوگئی، علامہ اقبال نے انسان کو خدا کے روبرو کھڑا کر کے آزادانہ ہم کلام کرادیا وہ ہم کلامی جس کا متقدمین شعرا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے انسان خدا کو مخاطب کرکے کہتا ہے ؎

تو شب آفریدی چراغ آفریدم
سفال آفریدی ایاغ آفریدم

بیابان و کہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم

اسی طرح انسان کے قدیم تصور پر اقبال نے ایک ضرب لگائی۔ اقبال سے قبل ابن العربی کا فلسفہ وحدت الوجود عام لوگوں کے ذہن پر چھایا ہوا تھا اس فلسفے کے مطابق انسان کو محکوم اور مجبور محض قرار دیا گیا ہے۔ اور انسان کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی تھی خود اقبال کے زمانے کے ایک شاعر حفیظ جالندھری نے انسان کو ایک مشت غبار سے زیادہ کچھ نہیں سمجھا ان کا یہ شعر اس تصور کی عکاسی کرتا ہے

عشق نے کس امید پر سونپ دیے ہیں بحر و بر سے
مشت غبار ہے بشر مشت غبار کیا کرے

اقبال اس طرح کے خیالات کو انسان کی زندگی کے لئے مضر سمجھتے تھے انھوں نے اسی خیال کے برعکس اپنے خیال کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے سے

چہ باید مرد را طبع بلندے مشرب نابے
دل گرمی نگاہ پاک بینی جان بیتابی

ایک دوسری جگہ اقبال نے انسان کو اس پستی اور بے وقعتی سے نکال کر ایک بلند مقام پر فائز کیا۔ ان کی پوری نظم "میلاد آدم" اس کا زندہ و تابندہ ثبوت ہے سے

نعرہ زد عشق کہ خونین جگری پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظری پیدا شد

شاعر کا تخلیقی عمل خاص طور سے جب اس میں بصیرت و عرفان شامل ہوگیا ہو بڑی پراسرار کیفیت کا حامل ہوتا ہے اس موضوع پر علم نفسیات کی جدید ترین معلومات کے تحت ناقدین نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن کسی شاعر نے غالباً اتنی خوبصورتی، دقیق